فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَمَنِ اهْتَدٰى بِهُدَاهُ.

سوال: کیا تہجد سے پہلے سونا ضروری ہے؟

جواب: تہجد سے پہلے سونا ضروری نہیں۔ تہجد کا وقت عشا کے بعد سے طلوعِ فجر تک ہے، اس دوران کسی بھی وقت ادا کی جاسکتی ہے۔ البتہ رات کے آخری پہر بیدار ہوکر ادا کرنا افضل ہے۔ سونے سے پہلے اگر کوئی تہجد پڑھ لیتا ہے، تو بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ تہجد سے پہلے سونا شرط نہیں ہے۔

سوال: ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ لی، بعد میں علم ہوا، تو کیا نماز کا اعادہ کرے گا؟

جواب: ناپاک کپڑے میں نماز پڑھی، علم ہونے کے بعد نماز کا اعادہ نہیں۔

❀ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي نَعْلَيْهِ، فَصَلَّى النَّاسُ فِي نِعَالِهِمْ، ثُمَّ أَلْقٰى نَعْلَيْهِ، فَأَلْقَى النَّاسُ نِعَالَهُمْ وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ قَالَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ فِي الصَّلَاةِ؟ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، رَأَيْنَاكَ فَعَلْتَ فَفَعَلْنَا،

قَالَ : إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهَا أَذًى، فَإِذَا أَتٰى أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ أَذًى، وَإِلَّا فَلْيُصَلِّ فِيهِمَا .

''رسول کریم ﷺ نے جوتے پہن کر نماز پڑھائی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جوتوں سمیت نماز ادا کی، پھر دوران نماز نبی کریم ﷺ نے جوتے اتار دیئے، یہ دیکھ کر صحابہ نے بھی جوتے اتار دیئے، نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ کو دیکھا تو اتار دئے، فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا تھا کہ جوتا نجاست آلود ہے، آپ مسجد آنے سے قبل جوتا دیکھ لیا کریں، اس میں نجاست ہو، تو اتار دیا کریں، ورنہ اسی میں نماز ادا کرلیا کریں۔''

(مسند الطّيالسي، ص 286، مسند الإمام أحمد : 20/3، سنن أبي داوٗد : 650، مسند ابن حميد : 880، مسند أبي يعلى : 1194، السنن الكبرٰى للبيهقي : 406/2، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (۱۰۱۷) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۱۸۵) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ حاکم رحمہ اللہ (۱/۲۶۰) نے اس کو امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(خلاصة الأحكام :319/1)

نبی کریم ﷺ نے نجاست آلود جوتے میں جتنی نماز ادا کی، علم ہو جانے کے بعد اس کا اعادہ نہیں کیا۔ یہی معاملہ اس شخص کا ہے، جو نجس آلود کپڑوں میں نماز ادا کر لے، معلوم

ہونے کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔

(سوال): چھوڑی گئی نمازوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا کیسا ہے؟

(جواب): چھوڑی گئی نمازوں کا فدیہ دینے کی وصیت باطل ہے۔ نمازوں کا فدیہ نہیں۔ اس پر فقط توبہ ہے۔

(سوال): ایک شخص عرصہ دراز تک امامت کراتا رہا، قرائن سے پتہ چلا کہ وہ کافر ہے، مگر خود وہ کافر ہونے کا اقرار نہیں کرتا، بلکہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، مگر لوگوں کو اس کی بات پر اعتماد نہیں، بلکہ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ نفاق کی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے، کیا اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ہوگا؟

(جواب): اس کا کفر ثابت ہو جانے کی صورت میں نمازوں کا اعادہ نہیں۔

(سوال): نوافل کی جماعت میں بعد میں شریک ہونے والے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نوافل کی جماعت میں شروع میں شریک ہو، یا بعد میں، درست اور جائز ہے، کراہت پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): کیا اشراق اور چاشت دو الگ الگ نمازیں ہیں؟

(جواب): اشراق اور چاشت ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔ الگ الگ نماز ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

(سوال): داڑھی کترے کو امام مقرر کرنا کیسا ہے؟

(جواب): داڑھی کترے کو امام مقرر کرنا جائز نہیں۔ ایک مٹھی سے کم داڑھی رکھنا بالاتفاق حرام ہے اور اعلانیہ فسق ہے۔ لہٰذا ایسا انسان امامت کے منصب کا اہل نہیں، لہٰذا اس کی اقتدا میں نماز نہ پڑھی جائے اور ایسے امام کو امامت سے برخاست کرنا ضروری ہے۔

اگر مقامی جماعت ایسا نہیں کرسکتی، تو حکومت وقت کی طرف رجوع کر کے اسے معزول کرایا جائے۔ اگر امام پہلے داڑھی منڈواتا تھا، پھر سچے دل سے توبہ کر لی، مگر داڑھی ابھی پوری نہیں آئی، تو اسے امام مقرر کرنا درست نہیں، تا آنکہ اس کی مکمل داڑھی آ جائے، ورنہ کئی مغالطے جنم لیں گے۔

سوال: امام کو قرأت میں غلطی لگی، مقتدی لقمہ دیتا ہے، لیکن امام بار بار پیچھے سے قرأت شروع کرتا ہے، آگے نہیں پڑھ پاتا، تو کیا اس سے نماز فاسد ہوگی؟

جواب: امام کو چاہیے کہ جہاں سے آگے پڑھنا مشکل ہو، وہاں پر قرأت ختم کر دے اور رکوع کر لے، البتہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔

سوال: امام نے سلام پھیر دیا، لیکن مقتدی نے ابھی تشہد میں درود مکمل نہیں کیا، کیا مقتدی امام کے ساتھ سلام پھیر دے؟

جواب: آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے، مقتدی کو چاہیے کہ درود مکمل کرے اور بعد میں سلام پھیر دے۔ امام کے ساتھ سلام نہ پھیرے۔

سوال: آیت: ﴿فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ، فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الأعراف: ۱۸۹-۱۹۰) سے کون مراد ہیں؟

جواب: اس آیت کریمہ میں مشرکین کا عقیدہ ذکر ہوا ہے۔ اس سے بعض نے آدم اور حواء علیہما السلام مراد لیے ہیں۔ یہ قطعاً درست نہیں، بلکہ بوجوہ باطل ہے، کیونکہ نبی شرک کی کسی بھی قسم کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ اس حوالے سے جو روایات وارد ہوئی ہیں، وہ اُصول محدثین کے مطابق درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔

مسند احمد (۵/۱۱)، سنن ترمذی (۳۰۷۷)، تفسیر طبری (۱۳/ ۳۰۹) اور مستدرک حاکم (۲/ ۵۴۵) میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے ایک بیٹے کا نام عبدالحارث رکھا تھا۔ یہ روایت سنداً ثابت نہیں۔ یہ منکر اور مضطرب روایت ہے۔ عمر بن ابراہیم عبدی کی روایت قتادہ سے منکر ہوتی ہے۔ یہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔ نیز اس میں قتادہ کا عنعنہ بھی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب ساری کی ساری روایات غیر ثابت ہیں۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا السِّيَاقِ آدَمُ وَحَوَّاءُ، وَإِنَّمَا الْمُرَادُ مِنْ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ .

''اس آیت کے سیاق سے آدم اور حواء علیہما السلام مراد نہیں ہیں، بلکہ اس سے آدم علیہ السلام کی ذرّیت میں مشرک لوگ مراد ہیں۔''

(تفسير ابن كثير : 528/3)

تنبیہ: قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

كَانَ شِرْكًا فِي طَاعَتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ شِرْكًا فِي عِبَادَتِهٖ .

''اس آیت میں شرک سے مراد اطاعت میں شرک ہے، نہ کہ عبادت میں۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 8659)

یہ اثر سعید بن ابی عروبہ کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

سوال: سیدنا نوح اور سیدنا لوط علیہما السلام کی بیویوں کے بارے میں ﴿فَخَانَتَاهُمَا﴾ (التّحریم : ۱۰) آیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس خیانت سے بدکاری نہیں، بلکہ ایمان اور عقیدہ میں خیانت مراد ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ : ﴿فَخَانَتَاهُمَا﴾ فِي فَاحِشَةٍ، بَلْ فِي الدِّينِ، فَإِنَّ نِسَاءَ الْأَنْبِيَاءِ مَعْصُومَاتٌ عَنِ الْوُقُوعِ فِي الْفَاحِشَةِ؛ لِحُرْمَةِ الْأَنْبِيَاءِ.

''اس خیانت سے مراد فحاشی والی خیانت نہیں، بلکہ دین میں خیانت مراد ہے، کیونکہ انبیا کی عزت وحرمت کی وجہ سے ان کی بیویاں فحاشی میں واقع ہونے سے بچالی گئی ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر : 171/8)

(سوال): فرمان نبوی: إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ کا کیا مفہوم ہے؟

(جواب): واقعہ افک میں نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ، إِنَّهُ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً، فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ، فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ العَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

''اما بعد، عائشہ! مجھے آپ کے بارے میں یہ یہ باتیں پہنچی ہیں، اگر آپ اس الزام سے بری ہیں، تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کی برأت کا اعلان کر دے گا اور اگر آپ سے غلطی سرزد ہوگئی ہے، تو اللہ سے توبہ واستغفار کرلیں، کیونکہ انسان جب گناہ کا اعتراف کر لے اور توبہ کرے، تو اللہ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔''

(صحيح البخاري :4141، صحيح مسلم : 2770)

نبی کریم ﷺ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ اس الزام سے بری ہیں، تو اللہ آپ کی برأت کا اعلان دے گا اور اگر آپ سے خلاف عادت خطا کا صدور ہو گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ

سے معافی مانگ لیں۔

قرآن کریم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا اعلان کر دیا، لہٰذا سیدہ سے خطا سرزد نہیں ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں و آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں، کیونکہ کسی نبی کے لیے حلال نہیں کہ کسی فاحشہ عورت کو بیوی بنائے رکھے۔

سوال: مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا میں یہ یہ خوبیاں تھیں، لہٰذا وہ نبی تھا، دعویٰ نبوت سے پہلے اس کے بارے میں تعریفی کلمات کہے گئے، جب نبوت کا دعویٰ کیا، تو مخالفت شروع ہو گئی، مرزا بھی کہا کرتا تھا: ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (یونُس: ۱٦)

جواب: اس آیت کا یہ معنی ہے کہ میں تم میں موجود تھا، میں نے کبھی کوئی تصنیف نہیں کی، نہ میں لکھنا پڑھنا جانتا ہوں، اب اچانک کیسے میں نے یہ کتاب اپنی طرف سے گھڑ لی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ جانتے ہیں کہ میں بڑا شریف تھا، وغیرہ۔ کیونکہ یہ کوئی حجت نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ﴾(الأعراف: ۱۷۵)

''(اے نبی!) آپ ان لوگوں پر اس شخص کی حالت بیان کریں، جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں، لیکن وہ ان سے بھٹک گیا، تو شیطان نے اسے اپنے بہکاوے میں کر لیا اور وہ بھٹکے ہوئے لوگوں میں شامل ہو گیا۔''

کوئی بھی انسان راہِ راست سے بھٹک سکتا ہے۔ خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی جھوٹا داعیٔ نبوت تھا۔ دعویٰ نبوت سے پہلے والی زندگی بھی

پاکیزہ نہ تھی، نہ ہی وہ کوئی شریف انسان تھا۔اس کی اپنی کتابیں اس پر شاہد ہیں۔

سوال: ﴿وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي﴾ (یوسف:۵۳) کس کا قول ہے؟

جواب: جمہور مفسرین کے ہاں یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے، نہ کہ یوسف علیہ السلام کا۔

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْقَوْلُ هُوَ الْأَشْهَرُ وَالْأَلْيَقُ وَالْأَنْسَبُ بِسِيَاقِ الْقِصَّةِ وَمَعَانِي الْكَلَامِ، وَقَدْ حَكَاهُ الْمَاوَرْدِيُّ فِي تَفْسِيرِهٖ، وَانْتَدَبَ لِنَصْرِهِ الْإِمَامُ الْعَلَّامَةُ أَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ تَيمِيَّة، رَحِمَهُ اللّٰهُ، فَأَفْرَدَهٗ بِتَصْنِيفٍ عَلٰى حِدَةٍ .

''یہی قول زیادہ مشہور ہے، قصے کا سیاق اور بلاغت بھی اسی کے موافق ہے۔ علامہ ماوردی رحمہ اللہ نے اسے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔امام، علامہ، ابوالعباس، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (مجموع الفتاویٰ: ۱۰/ ۲۹۸) نے اس قول کی خوب حمایت کی ہے اور اس بارے میں مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔''

(تفسیر ابن کثیر : 395/4)

الغرائب الملتقطۃ لابن حجر (۱۶۴۵) میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منسوب مرفوع حدیث میں ہے کہ یہ قول سیدنا یوسف علیہ السلام کا ہے، لیکن یہ روایت ضعیف و منکر ہے۔اس میں مؤمل بن اسماعیل ''کثیر الخطا'' ہے۔ یہ بھی اس کی خطا ہے۔حماد بن سلمہ کے شاگردوں میں سے صرف مؤمل نے یہ روایت مرفوعا ذکر کی ہے۔ باقی سب نے موقوف یا مقطوع بیان کی ہے۔حماد بن سلمہ مختلط ہیں، ان کا یہ روایت قبل از اختلاط بیان کرنا ثابت نہیں ہو سکا۔اسی طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منسوب قول بھی ثابت نہیں ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ کا قول

بھی ضعیف ہے۔

(سوال): کیا مسافر مقیم کی اقتدا کرسکتا ہے؟

(جواب): مسافر مقیم امام کی اقتدا کرسکتا ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا، وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ .

''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (حالت سفر میں) جب (مقیم) امام کی اقتدا میں نماز پڑھتے، تو چار رکعت ادا کرتے اور جب اکیلے نماز ادا کرتے، تو دو رکعت ادا کرتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 694)

(سوال): کیا مقیم مسافر کی اقتدا کرسکتا ہے؟

(جواب): مقیم مسافر کی اقتدا کرسکتا ہے۔

❁ اسلم مولیٰ عمر بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : يَا أَهْلَ مَكَّةَ : أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ فَإِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ .

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھایا کرتے تھے، جب سلام پھیرتے، تو کہتے: اے اہل مکہ! آپ نماز مکمل کرلیں، ہم مسافر ہیں۔''

(مؤطأ الإمام مالك :402/1)

(سوال): نماز میں قے یا نکسیر آگئی، تو کیا کرے؟

(جواب): نماز میں قے یا نکسیر آ جائے، تو نماز سے نکل جائے، وضو کرے اور جہاں پر نماز چھوڑی ہو، وہاں سے شروع کرے، جبکہ وہ اس دوران کلام نہ کرے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فِي بَطْنِهِ رُزْءً، أَوْ قَيْئًا، أَوْ رُعَافًا، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ، فَإِنْ تَكَلَّمَ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ، وَإِنْ لَمْ يَتَكَلَّمِ احْتَسَبَ بِمَا صَلَّى .

''اگر کوئی نماز کے دوران پیٹ میں ہوا محسوس کرے، یا اسے قے آ جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے، تو وہ نماز سے نکل جائے اور وضو کرے، اس دوران اس نے کسی سے بات چیت کی، تو از سر نو نماز پڑھے، ورنہ پہلے والی نماز پر بنا ڈالے۔''

(معرفة السنن والآثار للبيهقي : 173/3، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

إِذَا رَعَفَ انْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ .

''آپ رضی اللہ عنہ کی نکسیر پھوٹ گئی، تو نماز سے نکلے اور وضو کیا، واپس آ کر پہلی نماز پر بنا ڈالی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے (اس دوران) کلام نہیں کیا۔''

(موطأ الإمام مالك :38/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّي، فَأَتٰى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُتِيَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلَّى .

’’آپ رحمہ اللہ کی دوران نماز نکسیر پھوٹ گئی، تو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس آئے، پانی لایا گیا، آپ رحمہ اللہ نے وضو کیا، پھر واپس جا کر پہلی نماز پر ہی بنا ڈال دی۔‘‘

(موطأ الإمام مالك: 38/1، وسندهٗ صحيحٌ)

تنبیہ:

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا فَسَا أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ .

’’نماز میں کسی کی ہوا خارج ہو جائے، تو وہ نماز سے نکل جائے، وضو کرے اور نماز دوبارہ ادا کرے۔‘‘

(سنن أبي داود: 205)

سند ضعیف ہے۔ مسلم بن سلام حنفی مجہول ہے، سوائے ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔ حافظ ابن قطان رحمہ اللہ نے اسے ’’مجہول الحال‘‘ کہا ہے۔

(بيان الوهم والإيهام: 191/5)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ (تاریخ الثقات: ۱۳۹۱) نے جس ’’مسلم حنفی‘‘ کی توثیق کی ہے، وہ کوئی اور راوی ہے، مسلم بن سلام حنفی نہیں، کیونکہ ابن شاہین رحمہ اللہ نے مسلم حنفی کا شاگرد سفیان ذکر کیا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ مسلم بن سلام حنفی سے سفیان کا روایت کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ سند میں موجود مسلم بن سلام کی ابن شاہین رحمہ اللہ نے توثیق کی ہے، درست نہیں۔

۞ اس حدیث کے متعلق حافظ ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ إِذَنْ لَا يَصِحُّ . ''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(بيان الوهم والإيهام : 191/5)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَصَابَهُ قَيْءٌ أَوْ رُعَافٌ أَوْ قَلَسٌ أَوْ مَذْيٌ، فَلْيَنْصَرِفْ، فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَبْنِ عَلٰى صَلَاتِهٖ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ لَا يَتَكَلَّمُ .

''جسے (نماز کے دوران) قے آجائے یا نکسیر پھوٹ پڑے، یا پیٹ سے کھانا منہ میں آجائے، یا مذی آجائے، تو وہ نماز سے نکل جائے اور وضو کرے، پہلی نماز پر ہی بنا ڈالے، جبکہ وہ اس دوران کلام نہ کرے۔''

(سنن ابن ماجه :1221، سنن الدّارقطني : 563)

سند ضعیف ہے۔ اسماعیل بن عیاش کی صرف اہل شام سے روایت صحیح ہوتی ہے۔ ابن جریج حجازی ہیں، لہٰذا روایت ضعیف ہے۔